# جہاں کشتی ٹکی تھی وہاں سے جانور پوری دُنیا میں کیسے پھیل گئے؟

از: پال ایف۔ ٹیلر　　　　ترجمہ: ندیم میسی

ناقدین کہتے ہیں کہ دُنیا بھر میں جانوروں کی ایسی تقسیم و پھیلاؤ یہ ثابت کرتا ہے کہ اِس دُنیا میں کوئی عالمگیر طوفان نہیں آیا تھا اور نہ ہی نوح کی کشتی کا کوئی وجود تھا۔ پال ٹیلر اِس دعوے کی تردید کرتا ہے۔

بائبلی تخلیق کے نظریے کے سرپرکاری چوٹ لگانے کی کوشش میں جانوروں کی دُنیا بھر میں تقسیم و پھیلاؤ کے معاملے کو اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ ناقدین کہتے ہیں کہ دُنیا بھر میں جانوروں کی ایسی تقسیم و پھیلاؤ یہ ثابت کرتا ہے کہ اِس دُنیا میں کوئی عالمگیر طوفان نہیں آیا تھا اور نہ ہی نوح کی کشتی کا کوئی وجود تھا۔ اگر نوح کی وہ کشتی مشرقِ وسطیٰ میں کسی مقام پر آ کر ٹکی تھی تو پھر تو سب کے سب جانور اُسی مقام پر کشتی میں سے اترے ہونگے بشمول اُن تمام جانوروں کے جو آج ہمیں مشرقِ وسطیٰ میں ملتے بھی نہیں ہیں یا وہاں پر موجود فوسل ریکارڈ اُس مقام پر اُنکی موجودگی کی خبر نہیں دیتا۔ کینگروس کس طرح آسٹریلیا پہنچ گئے، یا کیوی کیسے نیوزی لینڈ جا پہنچا۔ قطبی ریچھ شمالی امریکہ کیسے پہنچا اور پینگوئن بحرِ منجمد جنوبی کیسے چلا گیا؟

## بائبل سائنس کی درسی کتاب نہیں

تشکیک پرست اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''بائبل سائنس کی کوئی درسی کتاب نہیں ہے۔'' یہ بات بالکل سچ ہے —— کیونکہ سائنس کی درسی کتب ہر سال تبدیل ہوتی ہیں جبکہ بائبل خُدا کا لاتبدیل کلام ہے —— ایسا کلام جو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تاہم جب کسی بھی سائنسی معاملے بشمول ماحولیات پر بات چیت کی جاتی ہے تو اُس وقت بائبل پر مکمل طور پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔ یہ بائبل ہی ہے جو ہمیں ہر ایک چیز یا بات کے بارے میں بڑی تصویر دکھاتی ہے۔ اِس بڑی تصویر کی مدد ہی سے ہم سائنسی معیار اور نمونے ترتیب دے سکتے ہیں جو ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ماضی کے واقعات کیسے رونما ہوئے تھے۔ اگرچہ ایسے معیاروں اور نمونوں پر مکمل انحصار نہیں کیا جا سکتا، لیکن کلامِ مقدس جس کے بارے میں وہ نمونے بات کرتے ہیں اغلاط سے پاک ہے۔ بات کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل کی کوئی تحقیق کلامِ مُقدس پر کوئی بھی سوال اُٹھائے بغیر اُن ترتیب دیئے گئے معیاروں یا نمونوں پر سوال اُٹھا سکتی ہے۔

اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں یہ سوال پوچھنے کی ضرورت ہے کہ ''کیا بائبل کی بنیاد پر بننے والا ایسا کوئی معیار ہے جو یہ بتا سکے کہ جس جگہ پر کشتی آ کر ٹکی تھی وہاں سے وہ جانور اُن جگہوں پر کیسے پہنچے جہاں آج ہم اُن کو دیکھتے ہیں۔ اور اِس سوال کا جواب ہاں ہے۔

## ٹھوس حقائق

جانوروں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کے نمونے کی شروعات غالباً بائبل ہی کیساتھ ہونی چاہیے۔ پیدایش کی کتاب سے ہم مندرجہ ذیل معقول حقائق جمع کر سکتے ہیں:

1: ’’اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ تیرے ساتھ جیتے بچیں۔ وہ نر و مادہ ہوں۔ اور پرندوں کی ہر قسم میں سے اور چرندوں کی ہر قسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہر قسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تاکہ وہ جیتے بچیں۔‘‘ (پیدایش 6 باب 19-20 آیات)۔ بائبل مقدس اِس بات کے بارے میں بڑی واضح ہے کہ ہوا میں سانس لینے والے سب زمینی جانوروں اور تمام پرندوں کے نمائندگان کشتی پر موجود تھے۔ تخلیق کے حامی سائنسدانوں کی طرف سے جانوروں کی اِن اقسام کے لئے استعمال ہونے والی تکنیکی اصطلاح ’’برامن‘‘ [baramin] ہے جو اُن عبرانی الفاظ سے ماخوذ ہے جو خلق کی گئی اقسام کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اِن جانوروں کی اقسام کے اندر وہ ساری معلومات موجود ہے جو موجودہ دور میں پائے جانے والے سب جانوروں کی مختلف انواع کو پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر یہ بات خلافِ قیاس ہے کہ نوح کی کشتی پر دو ببر شیر اور دو عام شیر رکھے گئے ہوں۔ اِس کے برعکس یہ زیادہ ممکن ہے کہ بلی کے خاندان سے تعلق رکھنے والے جانوروں کے دو جوڑے تھے جن سے بعد میں تمام قسم کے شیر، چیتے اور بلی کی مانند کے دیگر جانور پیدا ہو گئے۔

2: پیدایش 6 باب 20 آیت سے ایک اور سبق یہ ملتا ہے کہ جانور خود نوح کے پاس آئے تھے۔ نوح کو جا کر جانور پکڑ پکڑ کر لانے نہیں پڑے تھے۔ اِس لئے جانوروں کے تحفظ کا یہ سارا منصوبہ خُدا کے اختیار میں تھا۔ یہ خُدا ہی کی مرضی تھی کہ جانوروں کو بچایا جائے۔ اِس لئے جانوروں کی بعد میں زمین کے مختلف خطوں میں دوبارہ آباد کاری کا تعین بھی خُدا نے خود کیا تھا اور اس بات کا انحصار کسی طرح کے کسی اتفاقی سانحے پر نہیں تھا۔

3: ’’اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔‘‘ (پیدایش 8 باب 4 آیت) بائبل اِس چیز کے بارے میں بالکل واضح ہے کہ کشتی اراراط کے پہاڑی علاقے میں آ کر ٹھہری، لیکن اِس بات کے بارے میں کافی بحث ہوتی رہی ہے کہ آیا یہ علاقہ موجودہ دور میں اراراط کے نام سے پہنچانے جانے والے پہاڑوں کا ہی ہے یا کوئی اور۔ جیسے کہ ہم ابھی دیکھیں گے، یہ معاملہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جب بائبل اراراط کے علاقے کے حوالے سے بات کرتی ہے تو وہ پہاڑ کی بجائے جمع کا صیغہ یعنی پہاڑوں استعمال کرتی ہے۔ یہ بات بالکل بعید القیاس ہے کہ کشتی کسی پہاڑ کی چوٹی پر آ کر ٹکی ہو گی جیسے کہ ہم بچوں کی کہانیوں کی کتاب میں اکثر دیکھتے ہیں۔ اِس کے برعکس کشتی غالباً ترکی کے مشرق سے لیکر ایران کے مغرب تک پھیلے ہوئے اراراط کے پہاڑوں کے درمیان آ کر ٹکی ہو گی۔

4: یہ خُدا کی مرضی تھی کہ زمین کی دوبارہ سے آباد کاری ہو۔ ’’تب خُدا نے نوح سے کہا کہ۔ کشتی سے باہر نکل آ۔ تُو اور تیرے ساتھ تیری بیوی اور تیرے بیٹے اور تیرے بیٹوں کی بیویاں۔ اور اُن جانداروں کو بھی باہر نکال لا جو تیرے ساتھ ہیں کیا پرندے، کیا چوپائے، کیا زمین کے رینگنے والے جاندار تاکہ وہ زمین پر کثرت سے بچے دیں اور بارور ہوں اور زمین پر بڑھ جائیں۔ تب نوح اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں اور اپنے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ باہر نکلا۔ اور سب جانور سب رینگنے والے جاندار۔ سب پرندے اور سب جو زمین پر چلتے ہیں اپنی اپنی جنس کے ساتھ کشتی سے نکل گئے۔‘‘ (پیدایش 8 باب 15-19 آیات)۔ جانوروں کی کثرت اور باروری کے ذریعے سے اُنکی تعداد کا بڑھنا بھی خُدا کی ہی مرضی تھی۔

وہ بائبلی اصول جو ہم نے وضع کئے ہیں یہ ہیں کہ خُدا نے اپنی مرضی سے تمام جانوروں بشمول مختلف علاقوں اور ماحول کے تعلق سے غیر محفوظ اور کمزور اقسام کو لیتے ہوئے دُنیا کی ماحولیاتی تعمیر نو کی، پس تمام جانور اراراط نامی پہاڑی علاقے سے نکل کر پوری زمین پر پھیل گئے ہونگے۔

دوبارہ آباد کاری کے کسی بھی بائبلی نمونے کی تشکیل میں یہ اصول ضرور شامل ہونے چاہییں۔ آئندہ صفحوں میں پیش کیا جانے والا نمونہ بائبلی نکتہ نظر سے مشاہدہ کئے جانے والے حقائق کی وضاحت کرنے کی صدق دل اور نیک نیتی سے کی جانے والی کوشش ہے۔ بائبل مقدس الہامی ہے لیکن ہمارے سائنسی نمونے الہامی نہیں ہیں۔ اگر بعد ازاں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہ نمونے کمزور ہیں تو اِس بات سے کلام مُقدس کے معتبر اور مصدق ہونے کے بارے میں ہمارا ایمان اور نظریہ نہیں ڈگمگائے گا۔

اِس نمونے میں کتوں کی بڑھوتری کی مثال یہ دکھانے کے لئے دی گئی ہے کہ جانور کس قدر تیزی کیساتھ بڑھ کر زمین پر آباد ہوئے ہونگے۔ نوح کی کشتی میں سے دو کتے نکلے اور

اُنہوں نے بچے جننے شروع کر دیئے۔ اُس وقت کے بعد غالباً مختصر عرصے میں مختلف قسم کے اور مختلف جسامت کے کتوں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوگئی ہوگی۔ اور پھر یہ کتے ارارات کے علاقے سے نکل کر زمین کے دیگر سارے خطوں میں پھیلنا شروع ہو گئے۔

جیسے جیسے یہ کتے دُنیا بھر میں پھیلنا شروع ہو گئے تو کتوں کی اقسام میں کئی طرح کی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں جیسے کہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ لیکن اس بات کا مشاہدہ کرنا بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ مختلف تبدیلیوں کے باوجود وہ جانور پھر بھی کتے ہی رہے۔ کتوں کی مختلف اقسام میں ہونے والی ایسی مختلف طرح کی تبدیلیاں ہم دیگر کئی ایک جانوروں میں بھی دیکھتے ہیں۔

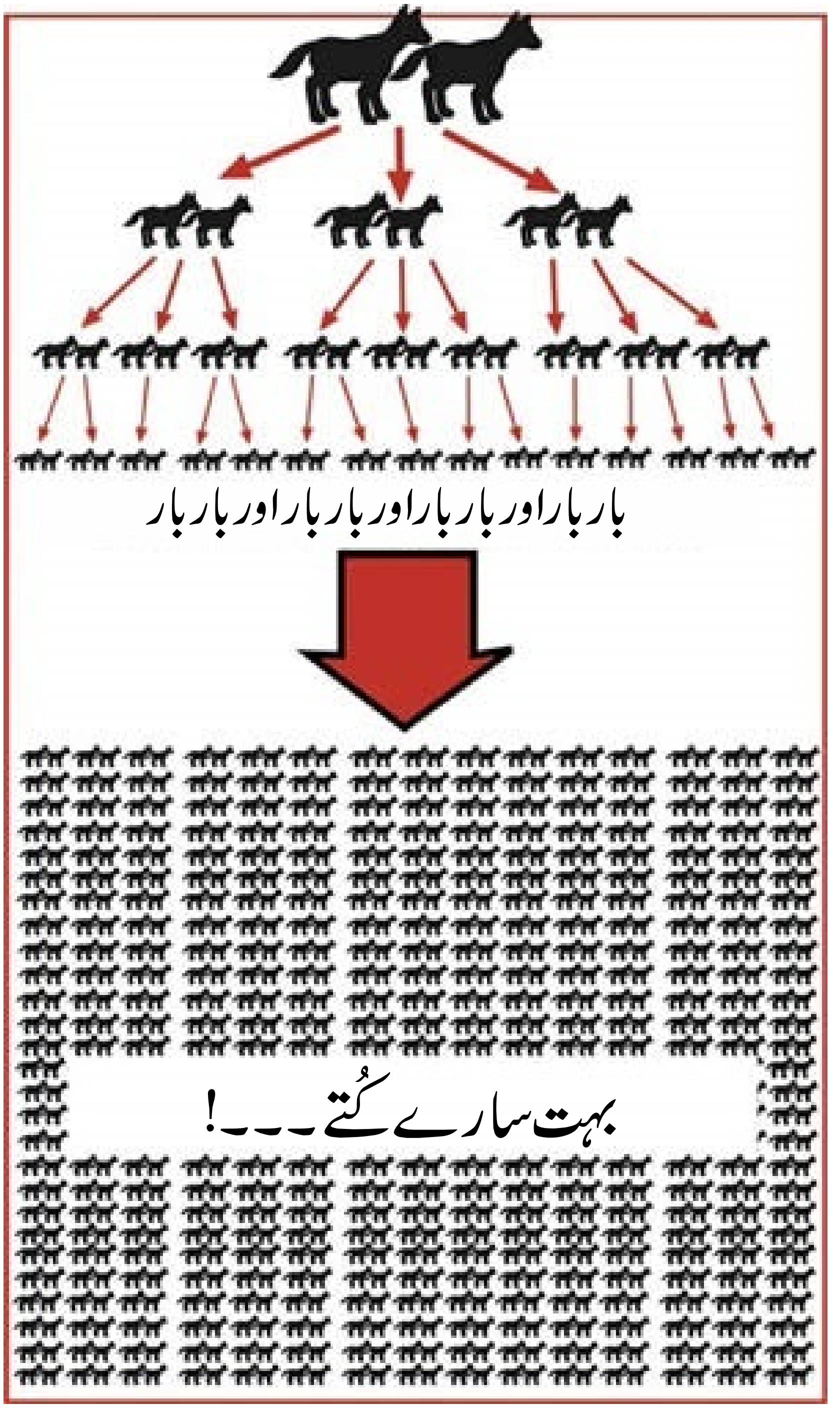


اِس حصے میں ایک آخری بات کرنا بہت ضروری ہے، جیسے کہ مَیں نے اِس تحریر میں 'دوبارہ آبادکاری' جیسے الفاظ کا بارہا استعمال کیا ہے تو مَیں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اِس سے میری مراد دوبارہ آبادکاری کا نام نہاد نظریہ نہیں ہے۔ اِس نظریے پر ہم بعد میں بات کریں گے۔

## جدید آبادکاریاں

بائبلی تخلیق کے نظریے کے حامیوں پر ایک یہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے کہ کینگرو اُچھل اُچھل کر آسٹریلیاہ نہیں پہنچے ہونگے کیونکہ آسٹریلیاہ پہنچنے کے سارے راستے میں ہمیں کہیں پر کینگرو کے فوسل نہیں ملتے۔ لیکن ایسے فوسلوں کے وہاں پر ملنے کی توقع کرنا دراصل تصور پیش از وقوع جیسی غلطی کرنے کے مترادف ہے۔ ایسی توقع کی توثیق کی بنیاد اِس مفروضے پر ہے کہ فوسل جانوروں کی آبادیوں سے بتدریج لیکن لازمی طور پر بنتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی صورت میں فوسلوں کا بننا ناگزیر نہیں ہے۔ اس کے لئے عام طور پر جانوروں کا اچانک اور فوری طور پر دفن ہونا ضروری ہے، ورنہ ہڈیاں فوسل بننے کے مرحلے سے پہلے ہی گل سڑ کر تحلیل ہو جائیں گی۔ یونہی یہ سوال پوچھا جانا چاہیے کہ شمالی امریکہ کے میدانی علاقوں میں کئی ملین ارنا بھینسے گھومتے پھرتے تھے پھر وہاں ارنا بھینسے کا کبھی کوئی فوسل کیوں نہیں ملا۔ ایسے ہی شیروں کے فوسل اسرائیل میں کبھی نہیں ملے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اُس علاقے میں بہت زیادہ شیر ہوا کرتے تھے۔ مزید جدید آبادکاریوں کے ساتھ اور موازنے بھی کئے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر برٹینکا انسائیکلوپیڈیا سرٹسی جزیرے اور کریکاٹواہ اور مختلف انواع کی بڑھوتری کے بارے میں مندرجہ ذیل بیان دیتا ہے۔

1963 میں سرٹسی جزیرے پر آتش فشاں کے پھٹنے کے چھ ماہ بعد آئس لینڈ کے ساحلی کنارے کے ساتھ اُس جزیرے پر کچھ بیکٹریا، پھپھوندی، حشرات اور پرندوں کی

آبادکاری شروع ہوگئی۔کریکاٹواہ کے جزیرے پر بحرالکاہل کے گرم علاقے میں 1883 میں آتش فشاں کے پھٹنے کے قریباً ایک سال بعد گھاس کی چند اقسام،حشرات اور کچھ فقاری جانوروں نے اپنا ڈیرہ جمالیا تھا۔اِن دونوں جزیروں یعنی سرٹسی اور کریکاٹواہ پر چند دہائیاں گزرنے سے بھی پہلے سینکڑوں قسم کے جانور پہنچ گئے تھے۔اِن جانوروں کی تمام انواع اِس قابل نہیں کہ وہ وہاں پر ہمیشہ کے لئے قیام کر سکیں یا ہمیشہ اپنا ڈیرہ وہاں پر جما کر رکھ سکیں،لیکن وہاں پر رہنے کی بدولت بالآخر وہاں کے متحرک تعادل میں استحکام پیدا کرلیتی ہیں۔[1]

یہ کوئی بڑا راز نہیں کہ نہ اُڑنے والے جانور کس طرح طوفان کے بعد دُنیا کے دوسرے علاقوں میں پہنچے ہونگے۔اُن میں سے بہت سارے لکڑی کے اُن بڑے لٹھوں کی مدد سے تیرتے ہوئے مختلف جگہوں پر پہنچے ہونگے جو طوفان کی بدولت جنگلات کے تباہ ہونے کی بدولت رونما ہوئے اور غالباً کئی دہائیوں تک دُنیا کے سمندروں پر تیرتے رہےاور پانی کے بہاؤ کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے رہے۔آسٹریلوی کتے ڈنگوں پر ہونے والی تحقیق پر مبنی ایک دستاویز بعنوان Savolainen et al تجویز کرتی ہے کہ تمام آسٹریلوی ڈنگو کتے جنوب مشرقی ایشیا میں پلنے والی گھریلو مادہ کی اولاد ہیں۔[2] بعد میں وقوع پذیر ہونے والی ہجرت کی ایک تیسری وضاحت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ جانور پانی کی پتلی گزرگاہوں میں سے گزر کا اُن علاقوں تک پہنچے ہونگے۔بہت سارے ارتقاء کے حامیوں نے بھی بہت سارے لوگوں اور جانوروں کے ایشیاء سے امریکہ ہجرت کرنے کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے بیرنگ آبنائے کے مقام سے پانی کی پتلی گزرگاہوں کی مدد سے وہاں تک رسائی حاصل کی ہوگی۔پانی کی ایسی گزرگاہوں کے وجود کے لئے ہم تصور یا یہ بات فرض کرسکتے ہیں کہ طوفان کے فوراً بعد سمندر اتنے گہرے نہیں تھے——اور اِس مفروضے کی بنیاد بائبل کی بنیاد پر بننے والے عہدِ یخ کے نمونے پر ہے۔

## عہدِ یخ/برفانی دور

عہدِ یخ کے لئے ضروری حالات ہوسکتا ہے طوفان کی بدولت پیدا ہوگئے ہوں۔

جیسا کہ ریٹائرڈ ماہر موسمیات اور عہدِ یخ کے محقق مائیکل اورڈ نے باب 16 میں تجویز کیا ہے طوفان کے بہت جلد بعد ہی عہدِ یخ شروع ہوگیا ہوگا۔اپنے مفصل تجزیے میں اورڈ نے وہ طریق کار تجویز کیا جو یہ بتاتا ہے کہ کس طرح عہدِ یخ کے لئے مطلوب غیر معمولی حالات طوفان کی بدولت پیدا ہوگئے ہونگے،اور وہ یہ دکھاتا ہے کہ کیسے یہ طریق کار عہدِ یخ کے لئے ضروری زمینی ثبوتوں کی بھی تشریح کرتا ہے۔[3]

شدید موسمی تبدیلیوں کی عمل انگیزی نے بہت سارے جانوروں کی اقسام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔اور یہ شدید موسمی تبدیلیاں جانوروں کی اُن بہت ساری اقسام کی معدومی کی وضاحت بھی پیش کرسکتی ہیں۔مزید برآں اورڈ کا مطالعہ وتحقیق اس بات کا بھی نمونہ پیش کرتا ہے کہ پانی کی پتلی گزرگاہیں کیسے وجود میں آئی ہونگی۔

اورڈ اِس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ عہدِ یخ کے حوالے سے ایسے بہت سارے مشاہدے میں آنے پہلو ہیں جو تخلیق کے حامیوں کے لئے تو نہیں لیکن ارتقاء کے حامیوں کے لئے کئی ایک مسائل پیدا کرتے ہیں۔پس تخلیق کے حامیوں کی طرف سے عہدِ یخ کی پیش کی جانے والی وضاحت بہت سارے حقائق کی بہتر تشریح کرتی ہے۔ایسے ہی ایک مسئلے کی مثال فوسلوں کی بے آہنگ شراکت ہے——یعنی مختلف جانداروں کے فوسل جنہیں عام طور پر مختلف طرح کے حالات کے ساتھ مربوط کیا جاتا ہے وہ دیگر جانوروں کی قرابت میں پائے گئے (یہ وہ جانور ہیں جو مختلف طرح کے موسم یعنی گرم یا ٹھنڈے ماحول میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں)۔

>''معتقدِ تسلسل نظریات کے حامیوں کو عہدِ یخ کے حوالے سے درپیش پریشان کرنے والے بہت سارے مسائل میں سے ایک فوسلوں کی بے آہنگ شراکت بھی ہے جس میں بہت سارے موسمی نظاموں سے منسلک جانوروں کے فوسل پہلو بہ پہلو پڑے پائے گئے ہیں۔مثال کے طور پر دریائی گھوڑے کے فوسل رینڈئیر کے فوسلوں کے ساتھ ملے ہیں۔[4]''

اورڈ تجویز کرتا ہے کہ موجودہ جغرافیائی مطالعے کے لحاظ سے اُس وقت اگر سطح سمندر موجود سطح سے 180 فٹ (55 میٹر) بھی نیچے تھی تو بھی پانی کی نمایاں گزرگاہیں پائی جاتی ہونگی جن کی وجہ سے جانوروں کی ایک مقام سے دوسرے مقام تک ہجرت ممکن ہوسکی۔بہرحال اِس بات کے ابھی بھی شواہد موجود ہیں کہ اُس دور میں جن جگہوں پر پانی میں سے پتلی زمینی گزرگاہیں تھیں وہاں پر کی زمین اب بھی دوسری زمین کی نسبت اونچی ہوگی۔پس پانی کے اندر پائی جانے والی یہ پتلی زمینی گزرگاہیں جنہیں عہدِ یخ سے بھی مدد ملی ہوگی ایک ایسا

نمونہ پیش کرتی ہیں جو اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کیسے جانوروں کی کچھ ہجرتیں ممکن ہو سکی ہونگی۔

اب بھی کچھ لوگ آسٹریلیا تک جانے والی پانی کے اندر کی پتلی زمینی گزرگاہوں کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ باوجود اِس کے کہ بہت سارے ایسے طریقے ہیں جن کا مشاہدہ ہم آج کرتے ہیں بشمول پانی کے اندر کی زمینی گزرگاہیں جن کی مدد سے اِس بات کی عقلی وضاحت پیش کی جا سکتی ہے کہ مختلف جانور اتنی دور دُنیا کے اُس کونے میں کیونکر پہنچے۔ یقیناً ہم اُس وقت وہاں پر موجود نہیں تھے اور ہم نہیں جانتے کہ یہ سب ہجرتیں کیسے عمل میں آئیں، لیکن وہ جو بائبلی نظریے کے پیروکار ہیں اِس بات کے بارے میں پر یقین ہیں کہ یہ جانور کسی نہ کسی طریقے سے اتنے دور دراز کے علاقوں میں پہنچے اور اِس ہجرتی عمل کو بیان کرنے کے کئی ایک مبنی بر عقل طریقے ہیں۔

اِس لئے بائبل مقدس کو ایک حتمی سچائی کے طور پر قبول کرنے میں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جانوروں کی ہجرت کے متعلق تخلیق کے حامی سائنسدانوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے نمونے اگر ارتقاء کے حامیوں کی طرف سے پیش کئے جانے والے نمونے سے بڑھکر نہیں تو کسی طرح سے اُن سے کم بھی نہیں ہیں بلکہ اُتنی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ اِن نمونے کے رد کئے جانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ لادین نظریہ ارتقاء کیساتھ ہم آہنگ نہیں ہیں۔

ہمارے لئے اِس بات کا عقلی جواز پیش کرنا قطعاً کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ دُنیا کے مختلف خطوں میں مختلف اقسام کے جانور کیسے نمودار ہوئے۔ مثال کے طور پر آسٹریلیا میں ہی مختلف حیرت انگیز جانور بشمول بہت سارے کیسہ دار/ تھیلی دار جانور کیوں پائے جاتے ہیں؟ کیسہ دار/ تھیلی دار جانور یقیناً دُنیا کے دیگر خطوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اوپسم (موش کیسہ دار) شمالی اور جنوبی امریکہ میں پائے جاتے ہیں اور بہت سارے کیسہ دار جانوروں کے فوسل دُنیا کے کئی دیگر حصوں سے ملے ہیں۔ لیکن بہت سارے مقامات پر بڑے پیمانے پر موسمی تغیرات اور کئی ایک دیگر عناصر اُن علاقوں میں ان جانوروں کی معدومی کا سبب بنے ہونگے۔

پس کیسہ دار جانوروں کی دیگر علاقوں میں غیر موجودگی کا مسئلہ ڈائنوساروں کی اُن علاقوں میں غیر موجودگی کے مسئلے سے بڑا نہیں ہے۔ اور ایسے ہی جانوروں کی دیگر بہت ساری نسلیں ہیں جو اب معدوم ہو چکی ہیں ___ اور یہ اِس کائنات کے گناہ کی وجہ سے لعنت زدہ ہونے کی نشانی ہے۔ کیسہ دار جانوروں کے حوالے سے ایک نظریہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ وہ اپنے بچوں کو اپنے جسم پر قدرتی طور پر بنی ہوئی تھیلیوں میں ڈال لیتے ہیں اِس لئے وہ دیگر ممالیہ جانوروں سے زیادہ تیز اور زیادہ دور کا سفر کر پاتے ہیں کیونکہ دیگر ممالیہ جانوروں کو اپنے ننھے بچوں کی حفاظت اور جسمانی قوت کو مدِنظر رکھ کر سفر کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کیسہ دار جانور دیگر مدِمقابل جانوروں سے پہلے ہی دیگر زمینی خطوں سے بہت دور آسٹریلیا کے علاقوں میں پہنچ کر آباد ہو گئے۔

اِسی طرح کے خیالات اُن بہت سارے حیرت انگیز پرندوں کے بارے میں بھی پیش کئے جا سکتے ہیں جو نیوزی لینڈ کے اُن جزیروں پر موجود رہے ہیں جہاں پر یورپی لوگوں کی آمد سے قبل ممالیہ بالکل موجود نہیں تھے۔

## دوبارہ آبادکاری

بائبلی طوفان اور اُس کے بعد مسائل و معاملات کی سب سے زیادہ منطقی تشریح تو یہ تصور پیش کرتی نظر آتی ہے کہ تمام جانور نوح کی کشتی پر سے اُترے اور پھر انہوں نے زمین کو دوبارہ سے آباد کیا۔ موجودہ نقل مکانیوں اور سرِ تسی پر واقع ہونے والے واقعات کا موازنہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ جانوروں کی اِس دوبارہ آبادکاری میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگا ہوگا۔ کلام مُقدس کا سادہ مطالعہ یہ بیان کرتا ہے کہ کشتی اراراط کے پہاڑوں پر آ ٹکی جو کہ غالباً موجود ترکی اور وسطی ایشیا کا علاقہ ہے۔ اور ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ فوسلوں کے ریکارڈ سے ظاہر ہونے والے بڑے پیمانے پر موت کے نشانوں کو بھی پیدایش کے طوفان کے تعلق ہی سے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے (مثال کے طور پر فوسلوں کی بڑی تعداد جانوروں کے طوفانِ نوح کے دوران اچانک سے دب کر مر جانے کی بدولت پیدا ہوئی۔)

حالیہ طور پر یوکے اور یورپ کے کچھ نظریہ تخلیق کے حامیوں کی طرف سے ایک نیا نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ جانوروں کے فوسل اصل میں کسی طرح کی تباہی کا نہیں بلکہ جانوروں کی

دوبارہ آبادکاری کے مراحل کے دوران ہونے والی اموات کا ریکارڈ ہیں۔ اِس نظریے کو دوباری آبادکاری کا نظریہ کہا جاتا ہے۔[5]

اِس نظریے کے حامی یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ طوفان نے زمین کی پرانی پرت کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا اور اِس وجہ سے حالیہ طور پر ملنے والے فوسلوں میں سے ایک بھی اُس زمینی پرت کی وجہ سے وجود میں نہیں آیا تھا۔ مُردہ جانوروں کے فوسلوں میں تبدیل ہونے کے مراحل کی گنجائش نکالنے کے لئے دوبارہ آبادکاری کا نظریہ یہ رائے پیش کرتا ہے کہ زمین کی عمر کو کھینچ تان کر چند ہزار سال اور بڑھایا جائے۔ اِس نظریے کی وکالت کرنے والے چند لوگ کہتے ہیں کہ زمین کی عمر 8,000 سال ہے جبکہ چند ایسے بھی ہیں جو اِس کی عمر 20,000 سال تک بڑھا کر بتاتے ہیں۔

دوبارہ آبادکاری کے نظریے پر تفصیلاً تنقیدی رائے کو ماضی میں میکن ٹوش، ایڈمونڈسن اور ٹائکر کی طرف سے شائع کیا جا چکا ہے[6] اور ہالٹ کی طرف سے بھی شائع کیا گیا تھا۔[7]

اِس نظریے کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اِس کی بنیاد کلامِ مُقدس نہیں بلکہ سائنس کی مفروضاتی بے قاعدگیاں ہیں۔ اِس وجہ سے اگرچہ اِس نظریے کے سب نہیں لیکن کچھ حامیوں میں یہ تجاویز دینے کا رجحان دیکھا گیا ہے کہ پیدائش 5 اور 11 ابواب میں مندرج نسب ناموں میں خاطر خواہ وقفے موجود ہونگے، حالانکہ ایسے کسی طرح کے وقفوں کی قطعاً کوئی بھی ضرورت نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نسب ناموں میں اِس طرح کے وقفوں کی تجویز کئی ایک طرح کے دیگر عقائدی مسائل کا سبب بنتی ہے۔[8]

اِس نظریے کو وہ حامی جو نسب ناموں کو وقفوں کے ذریعے سے طوالت نہیں بھی دیتے اُن کے نظریات کے اندر بھی کلامِ مُقدس کی حقانیت پر سمجھوتہ کرنے کے بیج کے پائے جانے کا امکان ہے۔ کیونکہ دوبارہ آبادکاری کے حامی ارضی کالموں کے تصور کو قبول کرتے ہیں اور یہ اِس لئے بھی ہے کیونکہ مشرقِ وسطیٰ میں کھریا جگ (چاکی، گچی، چونے والی مٹی) کافی زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے، اور اگر اِس نظریے کے حامیوں کی نسب ناموں میں وقفے کی بات مانی جائے تو مشرقِ وسطیٰ کے علاقے کو تو طوفانِ نوح کے بعد بابل کے برج کے دور تک جس کا ذکر پیدائش 11 باب میں ہے پانی میں غرق رہنے ضرورت ہے۔ اِس بات نے دوبارہ آبادکاری کے نظریے کے کچھ حامیوں کو یہ قیاس آرائی کرنے پر بھی قائل کیا ہے کہ نوح کی کشتی ارارات کے پہاڑوں میں نہیں بلکہ افریقہ میں کہیں پر جا کر ٹھہری تھی۔ اور اُن کے مطابق یہی وجہ ہے کہ براعظم افریقہ کے اندر پیدائش 11 اور 12 ابواب کے واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تصور تفسیری اور تاریخی لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہے۔ ایسی ہی کچھ دیگر تفسیری کمزوریوں کی وجہ سے پروفیسر اینڈی میکن ٹوش اور اُنکے ساتھیوں نے یہ کہا ہے کہ ''اُنکی طرف سے کی گئی کلام کی تفسیر اُنکی سائنسی قیاس آرائیوں سے متاثر ہے نہ کہ اُنکی سائنسی قیاس آرائیاں بائبل مقدس کی واضح تفسیر سے۔[9]''

## نتیجہ

ہمیں ناقدین اور اُن کی طرف سے بائبل مُقدس پر مختلف طرح کے حملوں کی وجہ سے پریشان ہو کر دل چھوٹا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اِس بات سے بھی حیران ہونے کی ضرورت نہیں کہ منطقی لحاظ سے حقائق کچھ بھی ہوں پھر بھی بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو دُنیا جہان کی عجیب و غریب باتوں پر یقین رکھیں گے۔

اپنے اِس قیاسِ اولین سے آغاز کرتے ہوئے کہ بائبل مُقدس خُدا کا سچا کلام ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ ایسے سائنسی نمونے بنائے جا سکتے ہیں جو طوفانِ نوح کے بعد جانوروں کی دُنیا کے مختلف خطوں میں نقل مکانیوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ یہ نمونے مشاہداتی معلومات و مواد سے بھی ہم آہنگ ہیں اور بائبلی بیان کیساتھ بھی موافقت رکھتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ بائبل کے تخلیقی بیان کے مخالفین بھی اِنہی نمونوں کو استعمال کرتے ہوئے ارتقائی لحاظ سے جانوروں کی نقل مکانیوں کی وضاحت کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسا ممکن ہے کہ حالیہ طور پر موجود کسی نمونے کی جگہ کل کو کوئی اور نمونہ بھی لے سکتا ہے لیکن یہ بات حقیقت ہے کہ اِن نمونوں کے اندر بائبل بیان کے ساتھ ہم آہنگی ضرور پائی جاتی ہے۔ کسی بھی طرح کے حالات میں اور کسی بھی موقعے پر ہمیں بائبلی بیان پر مکمل طور پر اعتماد ہے کیونکہ یہ بیان درست حتمی اور مستند ہے۔[10] جانوروں کی دُنیا بھر میں مختلف طرح کی نقل مکانیاں خُدا کی بھلائی اور عنائت کی مثال ہیں جو ہم سب کو ہماری تمام ضروریات سے بہت زیادہ بڑھ کر سب کچھ مہیا کرتا ہے۔

# اقتباسات وکتابیات


1. Encyclopædia Britannica, www.britannica.com/eb/article-70601.
2. P. Savolainen et al., A detailed picture of the origin of the Australian dingo, obtained from the study of mitochondrial DNA, PNAS (Proceedings of the National Academy of Sciences of the United States of America) 101:12387–12390, August 2004.
3. Oard has published many articles in journals and on the AiG and ICR websites on these issues. For a detailed account of his findings, see his book: M. Oard, An Ice Age Caused by the Genesis Flood, Institute for Creation Research, El Cajon, California, 2002.
4. Ibid, p. 80.
5. Spelled "Recolonisation" in the UK, which is where the theory began.
6. A.C. McIntosh, T. Edmondson, and S. Taylor, Flood Models: The need for an integrated approach, TJ 14(1):52–59, April 2000; A.C. McIntosh, T. Edmondson, and S. Taylor, Genesis and Catastrophe, TJ 14(1):101–109, April 2000. Recolonizers' disagreements with these article were answered in A.C. McIntosh, T. Edmondson, and S. Taylor, McIntosh, Taylor, and Edmondson reply to Flood Models, TJ 14(3):80–82, 2000, available online at www.answersingenesis.org/tj/v14/i3/flood_reply.asp.
7. R. Holt, Evidence for a Late Cainozoic Flood/post-Flood Boundary, TJ 10(1):128–168, April 1996.
8. For more on this, see www.answersingenesis.org/articles/am/v1/n2/who-begat-whom.
9. A.C. McIntosh, T. Edmondson, and S. Taylor, McIntosh, Taylor, and Edmondson reply to Flood Models, TJ 14(3):80–82, 2000.
10. John Woodmorappe has documented various detailed scientific models pertaining to the Ark, pre-Flood, and post-Flood issues in his book Noah's Ark: A Feasibility Study, Institute for Creation Research, El Cajon, California, 1996.


2017 © جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!